صحیفۂ عقیدت

پروفیسر بشیر احمد قادری



بسم الله الرحمن الرحيم

صحیفۂ عقیدت

بشیر احمد قادری

الحقائق
پبلی کیشنز

نام کتاب: صحیفۂ عقیدت

شاعر: بشیر احمد قادری

ناشر : محمد حسن رضا قادری

مقامِ اشاعت: AURA Communication

ایم۔ ایم عالم روڈ، گلبرگ، لاہور

سالِ اشاعت: ۲۰۱۸ء

قیمت: ۴۰۰ روپے

تعداد: ۱۰۰۰

ناشر

الحقائق

پبلی کیشنز

7-غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

0333-7861895 - 0423-7231895

انتساب

پیرومرشد، شیخ المشائخ

قاضی محمّد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جن کی باطنی توجہ اور مسلسل نوازشیں شامل حال ہیں

جان و دل قربان بر فضلِ رسول
کایں ہمہ از فیضِ مرشد توختم

(قادری)

فہرست

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم

قالِ خویش

میں نے کسی بھی کہنہ مشق استاد شاعر سے اصلاح نہیں لی۔ البتہ عطائے خداوندی سے میرا مزاج موزوں اور شاعرانہ ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۶۳۔۱۹۶۲ء کے قریب، جب میں مسلم ہائی سکول طارق آباد، لائل پور (حالیہ فیصل آباد) میں زیرِ تعلیم تھا تو کلاس میں بیت بازی کے موقعہ پر کبھی کبھار فی البدیہہ شعر موزوں کر کے سنا دیا کرتا تھا اور جماعت نہم میں ایک مرتبہ مولانا ظفر علی خاں مرحوم کی مشہور نعت

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنّا تمہی تو ہو

ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

سن کر بہ تبدیلیٔ قافیہ چند اشعار موزوں کیے تھے جو محفوظ نہ رہ سکے۔ اب معلوم نہیں وہ شعر تھے بھی یا نہیں۔

۱۹۶۵ء میں جب گورنمنٹ کالج لائل پور (موجودہ جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد) میں داخلہ لیا تو کچھ عرصہ بعد ایک یگانۂ روزگار شخصیّت سے تعارف کا شرف حاصل ہوا۔ جنھوں نے میری زندگی پر گوناگوں اثرات مرتّب کیے۔ اور وہ ہیں حضور قبلہ شیخ المشائخ پیر قاضی محمد فضلِ رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ، جگر گوشہ و زیبِ سجّادہ آستانہ عالیہ محدّثِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث علاّمہ مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیصل آباد، خلوص اور محبت کا پیکر انھوں نے مجھے ایسا مشفقانہ اور دوستانہ ماحول دیا کہ سفر وحضر میں اکثر اپنے ساتھ

رکھتے۔ اور مجھے ''بھائی'' کہ کر بلایا کرتے۔ ان کی بے مثال محبت، خلوص، لِلّٰہیت اور استقامت فی الدّین نے میرے دل پر انمٹ نقوش مرتّب کیے اور تقریباً ۴ یا ۵ سال بعد میں نے ان کے حلقہ ارادت میں آنے کا شرف پایا۔ انھوں نے اپنے کردار اور گفتار سے مجھے وہ کچھ عطا فرمایا جس کا احاطہ از حد مشکل ہے۔

۱۹۶۸ء میں جب میں بی۔ اے کا امتحان دے چکا تو ایک دن از راہِ کرم مجھے ایم۔ اے میں داخلہ لینے کا حکم فرمایا۔ میں نے اپنے گھریلو مالی حالات اور مجبوریوں کی طرف توجّہ دلائی تو فرمانے لگے۔ آپ تعلیمی اخراجات کی فکر نہ کریں وہ سب میرے ذمّے۔ میں نے بار بار اپنی مجبوریوں کا حوالہ دیا لیکن وہ اصرار فرماتے رہے۔ چونکہ میرے والد محترم کو بھی تعلیم دِلانے کا شوق تھا لہٰذا ان کی رضامندی پا کر میں نے سرِ تسلیم خم کرلیا۔ پھر جب ۱۹۷۰ء میں ایم۔ اے اسلامیات کر چکا تو حصولِ ملازمت تک مجھے مزید ایم۔ اے کرنے پر اصرار کیا۔ اس طرح میں نے ان کے زیرِ عاطفت ایم۔ اے اسلامیات اور ایم۔ اے اردو کی تکمیل کی۔ ان کی خدمت اور معیّت میں رہنے پر مجھے جو تجربات اور فیوض و برکات حاصل ہوئے اُن کے تذکرے کے لیے ایک علیحدہ دفتر درکار ہے۔

الغرض میں آج جو کچھ بھی ہوں انھیں کے فیضانِ کرم، باطنی توجّہ اور نوازشوں کا ادنیٰ کرشمہ ہوں۔

مجھ سے ذرّے کو مثالِ ماہِ تاباں کر دیا
باکرامت بالیقیں ہیں، مرشدی فضلِ رسول

(قادری)

تعلیم اور زندگی کا سفر جاری رہا۔ ادب سے دلچسپی برقرار رہی۔ جب میں نے ۱۹۷۱ء میں ایم۔ اے اُردو میں داخلہ لیا تو شعروادب کے مطالعہ، اساتذہ کرام کی شفقت اور ماحول

کے زیرِ اثر کبھی کبھی شاعری کا مزہ چکھ لیا کرتا

کہ خوئے شاعری بر من اثر کرد

شاعری سے ذہنی مطابقت کی بنا پر میرے جذبات و احساسات جب شعری جامہ پہن لیتے، تو ذرا سی نوک پلک سنوار کر اُن اشعار کو زیبِ قرطاس کرنے لگا۔ جن میں سے حمد و نعت اور منقبت کا حصہ ''صحیفۂ عقیدت'' کے عنوان سے آپ کی ضیافتِ طبع کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

میرا اکلوتا بیٹا محمد حسن رضا قادری اور میرے برادرِ خُرد پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد قادری، شعبۂ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد کئی سالوں سے مجھے اپنی کاوشوں کو کتابی صورت دینے کے لیے اصرار کر رہے تھے۔ بلکہ برادرم شبیر احمد قادری نے تو یہاں تک اصرار کیا کہ اپنی شاعری فیصل آباد بھیج دیں تاکہ اسے شائع کر دیا جائے۔ لیکن میں اپنی کاہلی کے سبب ایسا نہ کر پایا۔

ایک دن میرے محسن اور مہربان پروفیسر ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ، صدر شعبۂ عربی و علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور نے بھی اصرار کیا کہ حمد و نعت سے متعلق اپنے اشعار کو یکجا کر کے شائع کروں اور بار بار تاکید کی۔ آخر کار ان حضرات کی پُرخلوص محبتیں رنگ لائیں اور مجھے حوصلہ مِلا۔ میں نے اپنے دیرینہ دوست اور مشہور شاعر جناب پروفیسر لطیف ساحل سے اپنے اشعار کو حتمی شکل دینے میں مدد چاہی۔ انھوں نے کمال مہربانی اور توجّہ سے بعض مقامات میں بہتری کا مشورہ دیا۔

میں اپنے بیٹے محمد حسن رضا قادری، برادرم ڈاکٹر شبیر احمد قادری، پروفیسر ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ، پروفیسر لطیف ساحل، ڈاکٹر رفاقت علی شاہد، جن کی حوصلہ افزائی نے مہمیز کا کام کیا، کا از حد شکر گزار ہوں۔ نیز اپنے محترم دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری، پرنسپل اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور کا بے حد ممنون ہوں جنھوں نے نہایت دقتِ نظر

سے مطالعہ کر کے کئی ایک مقامات پر فنّی اور تکنیکی مشوروں سے نوازا اور میری شاعری میں دلآویز نکھار پیدا ہوا۔ جناب معین سلطان، ڈیٹا پروسیسر، جی سی یونیورسٹی لاہور کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے پوری مہارت اور خلوص سے کمپوزنگ کا کام سرانجام دیا۔

آخر میں اہل ذوق سے گزارش:

میری لکھی ہوئی نعتیں محدود اور اکثر نامکمل ہیں اور فردیات کی صورت میں بھی ہیں۔ میں نے صرف اپنے ذوق و وجدان اور جذبات واحساسات کو شعری قالب میں ڈھالا ہے اور میں نے حمد، نعت اور مناقب کا ہر حصہ شخصیات اور تاریخِ تحریر کے مطابق ترتیب دیا ہے۔ اگر میری اس کاوش میں فنّی کوتاہیاں نظر آئیں تو صرفِ نظر کرتے ہوئے ضروری مشوروں سے نوازیں۔ شکریہ۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

گدائے مدینہ

بشیر احمد قادری

صحیفہ عقیدت حضوری

شاعری کا تعلق بیشتر جذبات، احساس و عواطف سے ہوتا ہے۔ برِ صغیر کی شاعری میں بھی بنیادی عناصر احساس و عواطف ہی ہیں البتہ ان کی شدّت بسا اوقات معقولات و خرد آفرینی کی حدود میں سمٹنی دشوار ہو جاتی ہے اور اسے عقیدت و عرفان کی آنکھ سے ہی دیکھا اور پرکھا جا سکتا ہے۔ بقول اقبال:

می شود پردۂ چشم پرِ کاہی گاہی
دیدہ ام ہر دو جہان را بہ نگاہی گاہی
وادیٔ عشق بسی دور و دراز است ولی
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہی گاہی

اہلِ عشق کے اپنے اصول وضوابط ہیں۔ ان کی رسائی و جدائی کے رنگ ڈھنگ نرالے ہوتے ہیں، علامہ اقبال کے مرشدِ معنوی جلال الدین مولوی (رومی) شمس تبریز کے ہجر میں سر مستی اور محویّت کے عالم میں نالہ کہاں رہتے ہیں:

در ہوایت بی قرارم روز و شب
سر ز پایت بر ندارم روز و شب
تا کہ عشقت مطربی آغاز کرد
گاہ چنگم گاہ تارم روز و شب
تا مہارِ عاشقان در دستِ تست
درمیانِ این قطارم روز و شب

بات خانقاہی شعر اور نعتِ سرورِ کائنات ﷺ کی ہو تو سرشاری اور خود سپردگی کی کیفیات عروجِ تام تک پہنچ جاتی ہیں اور قدسؔی اپنی حاضری اور سلام اس طرح عرض کرتے ہیں:

مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
منِ بیدل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی
نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئ تو شد بی ادبی
چشمِ رحمت بکشا سوئ من انداز نظر
ای قریشی لقبی، ہاشمی و مطلبی

اقبال تو آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک کو اصلِ اثاثۂ کل کائنات سمجھتے ہیں اور ''اسرارِ خودی'' میں فرماتے ہیں:

از رسالت ہم نوا گشتیم ما
ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما
از رسالت در جہان تکوین ما
از رسالت دینِ ما ، آئینِ ما

اقبال نبی کریم ﷺ کو ذاتِ الٰہ کی محبت اور عشق کا نکتۂ اصل و محور سمجھتے ہیں:

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

نعتِ سرورِ کونین ﷺ کہی ہی تب جاتی ہے جب حضوری اور باریابی کا اذنِ خاص عطا ہو، جب عشق و محبت کا دریا اشکبار آنکھوں کے ساتھ جبین عجز و نیاز خم کیے ہوئے ہو۔ بشیر احمد قادری کا مجموعۂ نعت میرے سامنے ہے، گویا احوالِ دل گداختہ سامنے ہیں، ان کی حاضری منظور ہوگئی، انہیں بیانِ اوصافِ حمیدہ کی اجازت مرحمت ہوگئی، انہیں اپنے مرشد کے فیضِ خاص نے دربارِ رحمت للعالمین ﷺ میں جبیں فرسائی کی سعادت عطا کردی ہے اور اس فیضان کا سببِ اصلی توسلِ حدایقِ بخشش اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہے، جس سے انہوں نے ہمیشہ کسبِ عجز و نیاز کیا:

ملا ہے جو امام احمد رضا کو
وہ رنگِ آشنائی چاہتا ہوں

بشیر احمد قادری کے والد ایک مزدور لیکن عشقِ تحصیلِ علم سے معمور تھے، ان کی خواہش اور اصرار نے بشیر احمد قادری کا تعلق تعلیمی اور دانشگاہی نظام سے کرا دیا جہاں علومِ عقلی و نقلی کی تدریس اور تربیت ہوتی ہے۔ ان اداروں کا عمومی مزاج علوم ظاہری کی گتھیاں سلجھانا ہی ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی دیوانہ (شمس) ادھر آ نکلے جہاں اپنے طالبِ علم، استاد (رومی) کے اردگرد بیٹھے جواہرِ خرد سمیٹ رہے ہوں اور وہ دیوانہ پوچھ بیٹھے ": این چیست ؟" (یہ کیا ہے) اور جواب دیا جائے، جا بابا یہ وہ علم ہے جو تو نہیں جانتا (این علم است کہ تو نمی دانی) اور وہ دیوانہ غصّے میں کتابیں اُٹھا کر سامنے تالاب میں پھینک دے، شاگرد بابے کو پکڑ لیں اور غم و غصے سے

کہیں کہ یہ کیا کر دیا اور بابا خشک کتابیں جھاڑتا تالاب سے نکال کر ہاتھوں میں تھما دے اور استفسارِ حیرت پر کہے": این علم است کہ شما نمی دانید" (یہ وہ علم ہے جو تم نہیں جانتے) تو استاد، عالم سے عاشق دیوانہ ہو جاتا ہے، حجاب اٹھ جاتے ہیں اور کہنا شروع کر دیتا ہے:

شمس تبریزی کہ نورِ مطلق است

آفتاب است و ز انوارِ حق است

بشیر احمد قادری بھی اپنے والد اور پیر و مرشد کی روحانی تربیت اور غیبی تائید و نصرت سے ایک درسگاہ (جی سی) کی چوکھٹ پر آ کر بیٹھ گیا ہے، اس کی عقل پر بھی دانشگاہی بابوں کے سایہ ہای عجز و عقیدتِ رسول ﷺ کی کرنیں پڑ گئی ہیں، اس پر مزید یہ کہ مدینے کی حاضری کی تڑپ نے اس کی حضوری دایم کر دی، اس کا سینہ روشن ہو گیا ہے، وہ عشق و عقیدت سے سوچتا اور عجز و نیاز سے نعت کہتا ہے:

جب مرے دل میں اُٹھا شوقِ وفورِ مصطفیٰ

میں تصوّر میں ہوا حاضر حضورِ مصطفیٰ

*****

اے کاش! خاکِ کوئے مدینہ ہو آنکھ میں

دیکھوں یہیں پہ بیٹھ کے روضہ حضور کا

*****

میرے آقا میں کہ اب تک دید سے محروم ہوں

خواب میں چہرہ دکھا دو اب خدا کے واسطے

در بدر کیوں ٹھوکریں کھاؤں، مصیبت میں رہوں

اُن کا در کافی ہے مجھ ایسے گدا کے واسطے

میرا ایمان ہے کہ جو سچے دل سے حضورﷺ کی سنت پہ عمل پیرا ہو، دل میں عشقِ مصطفیٰ کی شمعیں جلائے ہوئے ہو، اسے ہی اذنِ نعت سرائی ودیعت ہوتا ہے۔ اور بشیر احمد قادری کا عجز و نیاز قبول ہو گیا ہے۔ اہلِ دل کے لیے ان کا مجموعہ صحیفۂ عقیدت و حضوری ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال شاہد

ڈین فیکلٹی آف لینگویجز، اسلامک اینڈ اورینٹل لرنگز

جی سی یونیورسٹی لاہور

تاثرات

شاعری سیکھی نہیں جاتی بلکہ یہ ایک خداداد ملکہ ہے۔ اگر طبع موزوں ہو تو الفاظ خود بخود شعروں میں ڈھلنے لگتے ہیں لیکن شاعرانہ مضامین شاعر کے مطالعہ اور سوچ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ میرے محترم دوست بشیر احمد قادری نے جہاں اردو زبان وادب کی تعلیم حاصل کی ہے وہاں وہ علومِ اسلامیہ کے بھی باقاعدہ طالبِ علم رہے ہیں اور ان دونوں مضامین میں جامعۂ پنجاب سے ایم اے کی اسناد حاصل کی ہیں، پھر ایک صوفیانہ ماحول میں ان کی پرورش ہوئی ہے جس کے باعث ان کی شاعری میں حمد ونعت اور مناقب صحابہ واولیا کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

بشیر احمد قادری کے دیوان کا آغاز حمدیہ ودعائیہ اشعار پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اللہ کریم جلّ مجدہ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اپنے عجز وانکسار کا اظہار کیا ہے، اپنی بے بسی تسلیم کرتے ہوئے اُس ذاتِ اقدس سے استعانت طلب کی ہے اور اپنے خالق ومالک کی حمد وثنا کے گیت گائے ہیں۔

دیوان کا پہلا حصّہ حمد ونعتِ احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے، یہ حصّہ طویل ہے۔ حمدیہ شاعری کی طرح متعدد نعتیں نامکمل ہیں یہ شاید شاعر کی طبیعت کی عکاسی ہے۔ احقر انھیں طویل عرصے سے جانتا ہے۔ وہ خود ساری عمر اپنی ذات کی تکمیل کے لیے کوشاں رہا۔ بشیر احمد قادری درحقیقت جذبات واحساسات کا شاعر ہے۔ اس کے جذبے کا اظہار اگر دو اشعار میں ہو گیا تو اس نے تیسرے شعر کا تردّد نہیں کیا۔ بسا اوقات تو اس کا احساس ایک شعر میں قرطاس پر آجاتا ہے۔ اپنے ایم اے کے مقالہ کی طرح ان کا یہ مجموعہ کبھی منظرِ عام پر نہ آتا اگر راقم الحروف کی تحریک وتشویق کارفرما نہ ہوتی۔ یہ ان کا مجھ پر احسان ہے کہ انھوں نے نامکمل کلام کو زیورِ طباعت سے آراستہ کرانے کی حامی بھر لی۔ بشیر قادری کو اس کا احساس ہے کہ وہ کوئی شاعر نہیں

بلکہ وہ اپنی دلی کیفیات کو حوالۂ قرطاس کرتے دکھائی دیتا ہے:

شاعر نہیں ہوں نعت کہے جا رہا ہوں میں
دریائے کیفیت میں بہے جا رہا ہوں میں

شاعر کو نعت کہتے ہوئے یہ احساس ہے کہ وہ حضور آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے موافق الفاظ و تراکیب لانے سے قاصر ہے جیسا کہ وہ خود کہتا ہے:

لفظ ایسے کہاں سے میں لاؤں
ہوں جو لائق نبی کی ثنا کے

بشیر احمد قادری کے نزدیک مدحتِ سرکار علیہ التحیۃ والثنا کا حق انسانوں میں سے کوئی ادا نہیں کرسکتا۔اس مضمون کو انھوں بڑی خوبصورتی سے یوں نظم کیا ہے:

''نعت کا حق ادا نہیں ہوتا''
کیونکہ بندہ خدا نہیں ہوتا

البتہ وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنا فکر و فن پوری احتیاط سے حضورِ نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ثناگستری کی نذر کررہے ہیں:

میری سوچیں مرے افکار سبھی تیرے لیے
میرے لفظوں کے ہیں شہکار سبھی تیرے لیے

اور انھیں اپنی نعت سرائی کا صلہ یوں محسوس ہوتا ہے:

آغوش میں لے لیتا ہے اک نور کا ہالہ
جب لکھنے لگوں مدحتِ سرکارِ مدینہ

مسلم شعرا کے ہاں استغاثہ کی روایت استاد شعرا کے ہاں ملتی ہے۔ مشکل حالات میں

شعرا حضور نبیِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ اس روایت پر چلتے ہوئے بشیر احمد قادری حضور نبیِ مکرم رسولِ محتشم ﷺ سے یوں استغاثہ کرتے دکھائی دیتے ہیں:

حضور ! ہم سے غریبوں پہ بھی پر نظر کیجے
طویل رات ہے غم کی اسے سحر کیجے

ان کے نزدیک جب حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا جاتا ہے تو رحمتِ حق تعالیٰ کی بارش ہونے لگتی ہے اور منگتوں کو تنگیِ داماں کا احساس ہونے لگتا ہے:

مرحبا ان کا کرم ، بس مانگنے کی دیر تھی
ہاتھ اٹھے اور بارشِ جود و سخا ہونے لگی

شاعر دل کے اطمینان کا علاج حُبِّ مصطفیٰ ﷺ تجویز کرتے ہوئے یوں نعت سرا ہے:

چاہتا ہے تو اگر حاصل ہو اطمینانِ قلب
بیج حُبِّ مصطفیٰ کا دل میں بونا چاہیے

بشیر احمد قادری کے نزدیک اُمتِ مسلمہ کی تنزلی کا سبب اپنے نبیِ مکرم ﷺ کی تعلیمات کو فراموش کر دینا ہے:

ہم بھلاتے نہ اگر دینِ نبی کی تعلیم
"یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا"

قرآن مجید میں جابجا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدحت کے مضامین بکھرے ہوئے ہیں۔ شاعر قرآنی تلمیحات کا استعمال خوب جانتا ہے اور قرآنی آیات کے اجزا کو بڑی سلیقہ مندی سے اپنی شاعری میں سموتا دکھائی دیتا ہے۔ ذرا ان دو اشعار میں سورۃ النجم کی آیات سے استفادہ ملاحظہ ہو:

وہاں تک طائرِ سدرہ نہ پہنچا
جہاں تک ہے تری پرواز آقا
مقامِ قابَ قوسَینِ تو معلوم
یہ اَوْ اَدْنیٰ میں کیا ہے راز آقا

شاعر خوب سمجھتا ہے کہ ایک امّتی کو اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل درود خواں رہنا چاہیے کیونکہ یہ حکمِ خداوندی ہے:

ہونٹ میرے وقف ہوں نعتِ محمد کے لیے
عمر بھر صلِّ علیٰ ، صلِّ علیٰ کرتا رہوں

جہاں ان کی نعت میں قرآنِ مجید سے استفادہ کیا گیا ہے وہاں انھوں نے اپنے کلام میں احادیث کا بھی حوالہ دیا ہے۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں:

شاہد ہے اس پر حضرتِ عباس کی حدیث
تھا مہد میں بھی چاند کھلونا حضور کا
معطی خدا کی ذات ہے ، قاسم میرے حضور
ملتا ہے کل جہان کو صدقہ حضور کا

اس دیوان کا دوسرا حصہ مناقب پر مشتمل ہے۔ انھوں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دو مفصّل مناقب اور ان کی مدحت میں کچھ اشعار بھی بطور نذرانہ عقیدت کہے ہیں۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں۔

جاں دے کے جو کی دینِ محمّد کی حفاظت
اُمّت پہ ہے احسان ، حسین ابنِ علی کا

جھکتا نہیں سر اپنا کبھی غیر کے آگے

یہ سارا ہے فیضان ، حسین ابن علی کا

حضور غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی انھوں نے خوب زمزمہ پیرائی کی ہے۔

بشیر احمد قادری، مولانا سردار احمد محدّثِ اعظم پاکستان کے فرزندِ ارجمند قاضی محمد فضلِ رسول حیدر رضوی سے بیعت ہیں، اس لیے انھوں نے متعدد مناقب میں اپنے مرشدِ کریم سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اپنے مرشد کے والد مولانا سردار احمد قدس سرہ کے حضور انھوں نے اپنا منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ بشیر احمد قادری کو اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت حضرت احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت ہے۔ سچ تو یہ ہے وہ نعت بھی انھی کے رنگ میں کہتا ہے جس کا اظہار اس نے یوں کیا ہے:

مِلا ہے جو اِمام احمد رضا کو

وہ رنگِ آشنائی چاہتا ہوں

اس لیے انھوں نے خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں مندرجہ ذیل حضرات کے مناقب لکھے ہیں:

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مصطفیٰ رضا خان مفتیِ اعظم ہند، مولانا ریحان رضا خان بریلوی، علامہ اختر رضا خاں بریلوی الازہری۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بشیر احمد قادری کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے آمین۔

24 مئی 2018 پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

صدر شعبۂ عربی وعلومِ اسلامیہ

جی ۔سی ۔ یونیورسٹی لاہور

مفتاح الفتوح

موجودگان و آئندگان کے لیے دائم و فائق راستے کے پُر نور مینار، نعت گو شعرا ہی استوار کرتے ہیں۔ اِس پُر نور راستے کی نشان دہی کا فریضہ، پروفیسر بشیر احمد قادری نے نعتیہ کلام کی صورت میں خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے۔

اِس نعتیہ مجموعہ میں ''اَوامر'' اور ''نَواہی'' کی تاویلات کی جلوہ گری اِس انداز سے ہوئی ہے کہ رحمت و عنایاتِ رسول ﷺ کو احکامِ خداوندی کے جلو میں پیش کیا گیا ہے۔ اَوامر و نَواہی کی مشکل منازل سے گزرتے ہوئے زیاں، عصیاں اور اپنی فروگذاشتوں کا جو احساس ایک فکرمند ذہن میں نمایاں ہوتا ہے، اِس مجموعہ کے نعتیہ اشعار میں جابجا موجود ہے۔ اپنی کوتاہیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مِرا دل ہے مثلِ شبِ تار آقا
کرم کر کہ میں ہوں گنہگار آقا

اپنے آپ کو شاملِ غلامانِ مصطفٰی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سُنا لَاتَقۡنَطُوا مِن رحمتی اپنی غلاموں کو
ہمیں مایوسیوں نے آن گھیرا یا رسول اللہ

بہترین زندگی کی مثال پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

قسم کھاتا ہے جس کی ربِّ کعبہ
مرے آقا کی پیاری زندگی ہے

ملے جس میں مکمل جامعیت
مرے پیارے نبی کی زندگی ہے

معرفت کی منزلوں کی نشاندہی اِس انداز سے کرتے ہیں:

مقامِ قابَ قوسین تو معلوم
یہ اَوْ اَدْنیٰ میں کیا ہے راز آقا

اللہ کے حضور ملتجی ہوتے ہیں تو یوں استدعا کرتے ہیں:

کوتاہیاں نہ دیکھ ہماری اے ذوالمنن
یہ دیکھ ہم ہیں امّتِ سرکار، کر کرم

پروفیسر بشیر احمد قادری نے اپنے تمام حوائج و معاملاتِ زندگی کو نسبتِ رسول ﷺ کی وساطت سے آسانیوں میں تبدیل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ''عِلیّین'' کی حفاظت کرتا ہے لیکن اُن کی غفلت و معصیّت کے باعث اسفل سافلین میں دھکیل دیتا ہے اور اسفل سافلین کو ان کی توبہ و استغفار کے باعث عِلیّین میں شامل کردینے کا عہد بھی فرماتا ہے۔ پروفیسر بشیر احمد قادری نے اِس نعتیہ مجموعہ میں دوسرا راستہ اختیار کیا ہے اور توبہ و استغفار کے ذریعے ''عِلیّین'' میں شمولیّت کے لیے کوشاں ہیں۔ عجز و انکسار، اُن کی نعتیہ شاعری کا بنیادی وصف ہے، اِسی کے اظہاریے نے انھیں رفعت سے ہمکنار کیا ہے۔

اگرچہ بہت ہوں سیہ کار آقا
ہوں رحمت کا تیری طلب گار آقا
مری آنکھ کو روشنی وہ عطا کر
کروں تیرا ہر لمحہ دیدار آقا

گرفتارِ بلائے رنج و غم ہوں

شہا ! مشکل کشائی چاہتا ہوں

اِس نعتیہ کلام میں تخیل کی معجزہ نمائی بھی ہے جس نے مصوّرانہ اظہار کے ذریعے لفظ ''محمد'' کومشکّل اور مصوّر کیا ہے۔''محمد'' کے پہلے حرف ''م'' سے لے کر''د'' تک تمام حروف کو نماز کی مختلف حالتوں سے اِس طرح ظاہر کیا ہے کہ لفظِ محمد، تجسیم ہو گیا ہے۔

اللہُ اکبر ہاتھ اٹھائیں کانوں تک

پہلی میم مبارک کا یہ نقشہ ہے

اللہُ اکبر کریں رکوع اور غور کریں

لفظِ ثانی یعنی ح بن جاتا ہے

دو سجدے ہیں میم مشدّد کے مظہر

اور تشہّد دال کا درجہ رکھتا ہے

پروفیسر بشیر احمد قادری، اردو کے مایہ ناز استاد ہیں تاہم وہ عربی اور فارسی زبان کے رموز سے بھی بہرہ مندہ ہیں۔ان کے نعتیہ کلام میں عربی الفاظ کی چاشنی محسوس کی جاسکتی ہے۔آیاتِ قرآنی کو بھی منظوم کیا ہے جس سے اُن کی قادر الکلامی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔قادری اور قادرالکلام جب یکجا ہوتے ہیں تو عجیب لطفِ آشنائی کا احساس ہوتا ہے۔مختصر بحروں میں بھی ایسی ہی کیفیت جلوہ فرما ہے:

نورِ خدا محمدؐ

بدرُ الدّجیٰ محمد

ہاں ھب لی امّتی ہے

تیری دعا محمد

اِس شعری مجموعہ میں نعتوں کے علاوہ منقبتیں بھی شامل ہیں جس سے بشیر احمد قادری کے سلسلۂ تصوف کا اندازہ ہوتا ہے۔ انہی نسبتوں سے اُن کے بعض اشعار، فتوحِ غیبی کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں:

مِلا ہے جو امام احمد رضا کو

وہ رنگِ آشنائی چاہتا ہوں

بشیر احمد قادری اپنے آپ کو سخن ور قرار نہیں دیتے بلکہ ایک مست صوفی کی طرح کیفیتِ نعت میں مستغرق دکھائی دیتے ہیں جو انہیں بہائے لیے جا رہی ہے۔ اِس کتاب کے ہر صفحے پر جمالِ رسول ﷺ، قربِ رسول ﷺ اور مدینے کی مسرور فضا کا لطف پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے:

شاعر نہیں ہوں نعت کہے جا رہا ہوں میں

دریائے کیفیت میں بہے جا رہا ہوں میں

یہ نعتیہ، منقبتانہ اور عارفانہ کلام، بشیر احمد قادری کے شہرِ سخن کے لیے ''مفتاح الفتوح'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ غزل و نظم بھی خوش اسلوبی سے لکھتے ہیں لیکن اُن کی شاعری کا سب سے توانا سرچشمہ اُن کی نعت گوئی ہے۔

پروفیسر لطیف ساحل

وزیٹنگ فیکلٹی، شعبہ اُردو

جی سی یونیورسٹی لاہور

حدیقۂ حمد و نعت

درود اسم اعظم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

جان و دل قربان بر فضلِ رسول
کایں ہمہ از فیضِ مرشد توختم
(قادری)

حمدِ باری تعالیٰ

خداوندا! تُو باقی ہے، یہ ساری دنیا فانی ہے
نہ کوئی تجھ سے اوّل ہے، نہ کوئی تیرا ثانی ہے

(۱۹۸۲ء)

*****

بارانِ رحمت کے لیے دُعا

کون برساتا ہے رحمت کی گھٹا، تیرے سِوا
تیرے بندوں کو ہے کس کا آسرا، تیرے سِوا
میرے مولا! بادلوں کو حکم دے بارش کریں
مانتے ہیں یہ کسی کی کب بھلا، تیرے سِوا
تو نے خود فرمایا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ [۱]
کون سنتا ہے غریبوں کی دعا، تیرے سِوا

(جون ۱۹۹۷ء)

۱۔ ترجمہ: میری رحمت سے نااُمید نہ ہو۔ (القرآن)

حمد

سِوا تیرے نہیں تکیہ کسی پر
بھروسا کیا کسی کی دوستی پر
نہیں جس کا کوئی اُس کا خدا ہے
مجھے ہے فخر اپنی بے کسی پر

(۹ر ستمبر ۲۰۰۱ء، اتوار)

*****

یارب! بحقِ سیّدِ ابرار ، کر کرم
شرمندہ ہیں کہ ہم ہیں گنہ گار ، کر کرم
کوتاہیاں نہ دیکھ ہماری اے ذوالمنن !
یہ دیکھ ہم ہیں امّتِ سرکار ، کر کرم
پاکیزہ کیسی ہستیاں شہرِ نبی میں ہیں
ہم بھی تو دیکھیں نور کا دربار ، کر کرم
مشکل نہیں ہے تیرے لیے کچھ بھی اے خدا !
ہم بھی کریں حضور کا دیدار ، کر کرم

(۸ر دسمبر ۲۰۰۲ء، اتوار)

حمد

مولا! پاک حبیب دے صدقے چنگے کر دے لیکھ
ویکھ نہ ساڈے عملاں ولّے اپنی رحمت ویکھ
اپنی رحمت ویکھ اے مولا! اپنی رحمت ویکھ

(۲۰؍اکتوبر۲۰۰۴ء)

*****

نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مری زباں پہ ہے ہر دم ثنائے کوئے رسول
یہ دل ہے مرجعِ حُبّ و وِلائے کوئے رسول

خدا ہمیں جو مدینے کی حاضری بخشے
کریں گے ہم بھی دل و جاں فدائے کوئے رسول

نظر میں اُس کی سمائے نہ پھر بہشتِ بریں
کہ جس کے دل میں بسی ہو فضائے کوئے رسول

جو ایک بار مدینے کو دیکھ آتے ہیں
زباں پہ اُن کی وظیفہ ہے، ہائے کوئے رسول

ترے غلام کو جنت میں چین کیسے ملے
کہاں بہشت، کہاں جلوہ ہائے کوئے رسول

بروزِ حشر مجھے دیکھ کر کہیں قُدسی
کہ آرہا ہے وہ دیکھو گدائے کوئے رسول

یہی ہے دل میں تمنا، خدائے ہر دو جہاں
یہ قادریؔ بھی کبھی دیکھ آئے کوئے رسول

(۱۹۷۴ء/۱۹۷۵ء)

نعتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ذکرِ محبوبِ خدا دن رات ہونا چاہیے
موت سے پہلے تو اک لمحہ نہ سونا چاہیے

اے دلِ ناداں! گناہوں سے ہے تر دامن ترا
آبِ ذکر و فکر سے دامن کو دھونا چاہیے

چاہتا ہے تُو اگر حاصل ہو اطمینانِ قلب
بیج حُبِّ مصطفےٰ کا دل میں بونا چاہیے

محفلِ میلاد ہے، شامل ہو، سُن ذکرِ رسول
قیمتی لمحوں کو غفلت میں نہ کھونا چاہیے

کہتے ہیں رونے سے یوسف مِل گئے یعقوب کو
قادریؔ یادِ نبی میں خوب رونا چاہیے

(۱۹۸۰ء/۱۹۸۱ء)

*****

نعتِ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بے قراری دِل کی حد سے بڑھ چلی ، میرے رسول
کب ملے گا مجھ کو اِذنِ حاضری ، میرے رسول
آنکھ تڑپے دید کو ، دل میں صدائے العَطَش (۱)
دُور ہو قلب و نظر کی تشنگی ، میرے رسول
اِنَّنِی فِی بَحرِھَمٍّ مُّغرَقٌ فِی کُلِّ حَال (۲)
خُذیَدِی یَا سَیّدِی (۳) میرے نبی، میرے رسول
کر دیا بے حال اب اشکِ ندامت نے مجھے
پھر سُنا لَا تَقنَطُوا مِن رَّحمَتِی (۴) ، میرے رسول
کثرتِ رنج و الم نے آن گھیرا ہے مجھے
تلخ ہو کر رہ گئی ہے زندگی ، میرے رسول
بے یقینی اور تشکّک نے کیا دل پر ہجوم
ہو عطا علم الیقیں کی روشنی ، میرے رسول

۱۔ پیاس
۲۔ میں ہر لمحہ دریائے غم میں ڈوبا ہوا ہوں
۳۔ اے میرے آقا میرا ہاتھ پکڑیے (مجھے سہارا دیجیے)
۴۔ میری رحمت سے نا اُمید نہ ہو (آیہ قرآنی)

پھر جہاں کو یَسْفِكُ الدِّمَاءَ(۱) کا منظر پیش ہے
آئے پھر سے دورِ صُلح و آشتی ، میرے رسول

چہرۂ انور کی کرنیں آفتاب و ماہتاب
چار سُو پھیلی ہے تیری چاندنی ، میرے رسول

''گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے''(۲)
دُور ہو میری لحد کی تیرگی ، میرے رسول

پھیر دے رُخ میرے افکار و تخیّل کا شہا !
تیری مِدحت میں ہو میری شاعری میرے رسول

ہو مرے دل میں فقط تیری محبت جلوہ گر
ہے فقط تیرا ہی طالب قادؔری میرے رسول

(۱۸،۱۹؍ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ/۱۵،۱۶؍جنوری ۱۹۸۲ء)

*****

۱۔ یہ (انسان) زمین پر خون ریزی کرے گا۔

۲۔ یہ مصرعہ اعلیٰ حضرت سیّدی امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک نعت کا ہے۔

نعتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نورِ خُدا محمَّد
بدرُ الدُّجیٰ محمَّد
شمسُ الضُّحیٰ محمَّد
نورُ الھدیٰ محمَّد

ہاں ، ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ ہے
تیری دُعا محمَّد
بندے میں اور خُدا میں
ہے رابطہ محمَّد

اللہ کی شریعت
تیری ادا محمَّد
ممکن ہے کب بشر سے
تیری ثنا محمَّد

خالق بھی چاہتا ہے
تیری رضا محمَّد
مجھ کو بھی نورِ باطن
کر دو عطا محمَّد

پھیلی ہے چار جانب
تیری ضیا محمّد

ہے عاصیوں کا مَلجا
در آپ کا محمّد

یہ آرزو ہے میری
یہ التجا محمّد

وقتِ نزع ہو لب پر
صلِّ علیٰ محمّد

ہے کون قادریؔ کا
تیرے سِوا محمّد

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(۱۸،۱۹؍ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ/ ۱۵،۱۶؍جنوری ۱۹۸۲ء)

*****

شہِ مدینہ ! ذرا قادریؔ پہ نظرِ کرم
کہ تیرے دَر کی گدائی بھی شہر یاری لگے

(۱۴؍جون ۱۹۸۲ء)

نعتِ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جنّ و بشر کے لب پہ ہے نغمہ حضور کا
ہر گل میں ، ہر شجر میں ہے جلوہ حضور کا

اے کاش! خاکِ کوئے مدینہ ہو آنکھ میں
دیکھوں یہیں پہ بیٹھ کے روضہ حضور کا

کیسے سمائیں آنکھ میں جنّت کے کاخ و کُو
دیکھا ہے جب سے گنبدِ خضریٰ حضور کا

شاہد ہے اِس پہ حضرتِ عبّاس کی حدیث
تھا مہد میں بھی چاند کھلونا حضور کا

یہ حُسنِ کائنات ، ترے دم قدم سے ہے
اور کائناتِ حُسن ہے چہرہ حضور کا

مُعطِی خدا کی ذات ہے ، قاسم مِرے حضور
ملتا ہے کُل جہان کو صدقہ حضور کا

وہ اور ہوں گے جن کو ہے دنیا کی آرزو
کافی ہے مجھ کو نقشِ کفِ پا حضور کا

نعتِ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جنّ و بشر کے لب پہ ہے نغمہ حضور کا
ہر گل میں ، ہر شجر میں ہے جَلوہ حضور کا

اے کاش! خاکِ کوئے مدینہ ہو آنکھ میں
دیکھوں یہیں پہ بیٹھ کے رَوضہ حضور کا

کیسے سمائیں آنکھ میں جنّت کے کاخ و کُو
دیکھا ہے جب سے گنبدِ خضریٰ حضور کا

شاہد ہے اِس پہ حضرتِ عبّاس کی حدیث
تھا مہد میں بھی چاند کھلونا حضور کا

یہ حُسنِ کائنات ، ترے دم قدم سے ہے
اور کائناتِ حُسن ہے چہرہ حضور کا

مُعطِی خدا کی ذات ہے ، قاسم مِرے حضور
ملتا ہے کُل جہان کو صدقہ حضور کا

وہ اور ہوں گے جن کو ہے دنیا کی آرزو
کافی ہے مجھ کو نقشِ کفِ پا حضور کا

بد بخت ہے جو اُن سے گریزاں ہے قادریؔ
دارین کی فلاح ہے رستہ حضور کا

(ستمبر ۱۹۸۲ء)

تخلیقِ اوّل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب مرے دل میں اُٹھا شوقِ وفورِ مصطفٰے
میں تصوّر میں ہُوا حاضر حضورِ مصطفٰے

اک طرف جنّ و بشر تھے ، اک طرف حُور و مَلک
دیکھ کر مدہوش تھے انوارِ طُورِ مصطفٰے

کیا بتاؤں وہ سماں لَا یُدرِکُ الْاَبصار[1] کا
تاب تھی کِس میں کہ دیکھے عکسِ نورِ مصطفٰے

ساقیِ کوثر کے جلوے تھے وہاں پر دیدنی
پی رہے تھے لوگ صہبائے طُہورِ مصطفٰے

مَدح خواں تھے حاضریں اُس بارگاہِ قُدس میں
اَوج پر تھی محفلِ ذکرِ ظہورِ مصطفٰے

ذِکر پر مخلوقِ اوّل کے کہا جبریل نے
پہلا نقطہ خامۂ قدرت کا نورِ مصطفٰے

(صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)

(یکم مارچ ۱۹۸۳ء)

ا۔ آنکھیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں (آیہ قرآنی)

نعتِ خیرالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درِ حق تک رسائی چاہتا ہوں
مدینے کی گدائی چاہتا ہوں

مجھے مِل جائے خاکِ کوئے رحمت
میں کب تجھ سے خدائی چاہتا ہوں

نہیں ہے آرزو لعل و گہر کی
ترے دَر کی گدائی چاہتا ہوں

مِرا دِل ہو ترے جلووں کا مہبط
میں باطن کی صفائی چاہتا ہوں

گلِ باغِ رسالت تیری ہر دَم
کروں مِدحت سرائی چاہتا ہوں

مِلا ہے جو اِمام احمد رضا کو
وہ رنگِ آشنائی چاہتا ہوں

گرفتارِ بلائے رنج و غم ہوں
شہا! مشکل کشائی چاہتا ہوں

تمہی کو مانتا ہوں اپنا رہبر
تمہی سے رہنمائی چاہتا ہوں
کرے جو قادریؔ کو تجھ سے غافل
میں اُس پَل سے رِہائی چاہتا ہوں

(۲۰/اپریل ۱۹۸۳ء)

*****

دُور کر دِل سے خیالِ ماسِوَا اللہ دُور کر
اور اِس میں پیدا حُبِّ مصطفٰے کا نور کر

(۲۱/ستمبر ۱۹۸۳ء)

*****

شاعر نہیں ہوں نعت کہے جا رہا ہوں میں
دریائے کیفیّت میں بہے جا رہا ہوں میں
رُکنے لگی ہیں آج مرے دل کی دھڑکنیں
زائر چلے ہیں اور رہے جا رہا ہوں میں

(۲۴/دسمبر ۱۹۸۳ء، ہفتہ)

*****

نعتِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مِرا دِل ہے مثلِ شبِ تار آقا
کرم کر کہ میں ہوں گنہگار آقا

خدا را ! کنارے لگا دیجے کشتی
کہ مدّت سے ہوں بیچ منجدھار آقا

تُو چاہے تو بگڑی ہزاروں کی سنورے
ہے کونین کا تُو ہی مُختار آقا

(۱۹۸۳ء)

*****

میری سوچیں ، مرے افکار سبھی تیرے لیے
میرے لفظوں کے ہیں شہکار سبھی تیرے لیے

*****

نعتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دو جہاں پیدا ہوئے ہیں مُصطفےٰ کے واسطے
خود خُدا ظاہر ہوا خیرالوریٰ کے واسطے

میں کہ اب تک میرے آقا! دید سے محروم ہوں
خواب میں چہرہ دکھا دو اب خُدا کے واسطے

صبح دم جاتی ہے اُن کی پائے بوسی کے لیے
گلشنو! خُوشبو لٹاؤ تم صبا کے واسطے

جا رہی ہے یہ طوافِ کوئے جاناں کے لیے
گوندھنا کچھ ہار اے گلشن! صبا کے واسطے

در بدر کیوں ٹھوکریں کھاؤں، مصیبت میں رہوں
ان کا دَر کافی ہے مجھ ایسے گدا کے واسطے

رَبَّنَا صَلِّ عَلیٰ سے بات کو لذّت ملی
ہاتھ میرے جب بھی اُٹھے ہیں دعا کے واسطے

نامِ احمد لب پہ آیا جب کوئی مشکل پڑی
حق نے مشکل ٹال دی اُن کی رضا کے واسطے

(۲۷/مارچ، ۱۹۸۵ء)

نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر اِک جہاں کے واسطے رحمت حضور ہیں
ہر قلبِ بے قرار کی راحت حضور ہیں

مضمونِ کائنات کا عنوان مِرے حضور
اور نبضِ کائنات کی حرکت حضور ہیں

دنیائے ہست و بود کی رونق حضور سے
دنیائے ہست و بود کی زینت حضور ہیں

بھٹکے ہوؤں کو راہِ ہدایت حضور سے
ہم بے کسوں کو آیۂ رحمت حضور ہیں

(اپریل ۱۹۸۵ء)

*****

جلوۂ اِسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِسمِ محمّد جب بھی میں نے لکھّا ہے
میرے قلم نے سر سجدے میں رکھّا ہے

میمِ محمّد پہلے پیار سے چوما ہے
اسمِ محمّد دال تلک پھر لکھّا ہے

اُن پر ہی اِسلام کی بس تکمیل ہوئی
اسمِ محمّد ہی تو دین سراپا ہے

سجدہ کیجے اسمِ محمّد بنتا ہے
بلکہ کل عبادت اُن کا جلوہ ہے

اَللہُ اکبر ہاتھ اٹھائیں کانوں تک
پہلی میم مبارک کا یہ نقشہ ہے

اَللہُ اکبر کریں رکوع اور غور کریں
حرفِ ثانی یعنی ح بن جاتا ہے

دو سجدے ہیں میمِ مشدّد کے مظہر
اور تشہّد دال کا درجہ رکھتا ہے

بعد تشہّد کے تم اُن پر پڑھو دُرود
گویا یہ بھی اُن کے نام کا حصّہ ہے
سچ پوچھو تو اُن کا نام عبادت ہے
اُن کا رستہ سیدھا سچّا رستہ ہے
جب جب میں نے اسمِ محمّد لکّھا ہے
لمحہ لمحہ اور ہی جلوہ پایا ہے
جو بھی پایا قادریؔ اُن سے پایا ہے
اُن کا دَر، الطاف و کرم کا دریا ہے

(۲۷/اپریل، ۱۹۸۵ء)

*****

یہ کیسی رُوح پرور زندگی ہے
کہ یادِ مصطفےٰ دِل میں بسی ہے
مِرے لب پر محمّد کی ستائش
تصوّر میں مدینے کی گلی ہے
وہ ہے غمخوارِ امّت جس کے لب پر
صدائے رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ ہے

(۱۹۸۵ء)

*****

جو ، جس کو ملا تجھ سے مِلا ، شاہِ مدینہ
اے نورِ خدا صلِّ علیٰ ، شاہ مدینہ
ہو ذرّہ محبت کا عطا ، شاہِ مدینہ
آیا ہے ترے در پہ گدا ، شاہِ مدینہ

(۱۹۸۵ء)

*****

اب چھوڑ کے دَر تیرا بھلا جائیں کہاں اور
جنّت کا سماں اور ہے طیبہ کا سماں اور

(۱۹۸۵ء)

*****

نعتِ خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدح خواں مجھ کو محمّد کا بنایا ہوتا
ورنہ بہتر تھا کہ دُنیا میں نہ آیا ہوتا

بِن ترے نام کوئی لفظ نہ آتا لب پر
بِن تری یاد نہ کچھ دل میں سمایا ہوتا

میرے ہر سانس میں خوشبوئے مدینہ ہوتی
بِن تری یاد کوئی سانس نہ آیا ہوتا

میرے ہر لفظ کو جب نعت سے عظمت ملتی
میری ہر بات پہ اُس ذات کا سایا ہوتا

مجھ کو سرکار سے یک گونہ تعلّق رہتا
''نعت'' کا لفظ ہی میں بارِ خدایا ہوتا

چومتا راہروِ شہرِ محمّد کے قدم
کاش دیوارِ مدینہ کا میں سایا ہوتا

دل میں گر جذبۂ اصحابِ پیمبر رکھتے
ظلم کیا کفر کا دنیا سے صفایا ہوتا

رہنما اُن کو بناتے تو فلک نے ہم کو
یوں نہ دنیا کی نگاہوں سے گرایا ہوتا
ہم بھلاتے نہ اگر دینِ نبی کی تعلیم
"یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا"(۱)
میرے جذبوں کو جو پرواز کی قوّت ملتی
سبز گنبد کو ابھی چوم کے آیا ہوں
قادریؔ ساری تمناؤں کا حاصل ہے یہی
مدح خواں مجھ کو محمّد کا بنایا ہوتا
ورنہ بہتر تھا کہ دنیا میں نہ آیا ہوتا

(۱۳ر ربیع الاوّل/ ۲۷ر نومبر ۱۹۸۵ء بروز جمعرات)

*****

۱۔ یہ مصرعہ

سُراغ پایا حقیقتوں نے
دلِ حزیں نے قرار پایا
ہر ایک گُل پہ نکھار آیا
وہ ایک مردِ خبیر آیا
جو لے کے خیرِ کثیر آیا
وہ آیا جس نے
خِرد کو اُس کا مقام بخشا
صداقتوں کو دوام بخشا
شعور پایا ہر ایک شے نے
جہاں کو روشن نظام بخشا
زباں کو حسنِ کلام بخشا
قلم نے ذوقِ سلیم پایا
بشر نے رتبہ عظیم پایا
عروج پایا جو آدمی نے
ہر ایک بولا درود اُن پر
ہر ایک بولا سلام اُن پر

(۲ر دسمبر ۱۹۸۵ء، پیر)

نعت

میں درِ سیدِ عالم کا گداگر ہوتا
مرتبہ میرا مہ و مہر سے بڑھ کر ہوتا

جب رقم کرتا ہوں میں مِدحتِ حسنِ احمد
ہے مرے سامنے وہ نور کا پیکر ہوتا

چومتا رحمتِ عالم کے قدم جی بھر کر
کاش ! میں غارِ حرا کا کوئی پتھر ہوتا

(۱۹۸۵ء/۱۹۸۶ء)

*****

تیرا کرم جو مجھ پہ اے میرے خدا رہے
ہر دم لبوں پہ ذِکرِ شہِ انبیا رہے

*****

نعتِ شفیعِ امم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جہاں میں چار سُو چھایا اندھیرا ، یا رسول اللہ
اُٹھا دو رُخ سے پردہ ، ہو سویرا ، یا رسول اللہ

شہِ کون و مکان ! ہر سمت تیری حکمرانی ہے
ہے بامِ عرش پر تیرا پھریرا ، یا رسول اللہ

سُنا لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَتِی[۱] اپنے غلاموں کو
ہمیں مایوسیوں نے آن گھیرا ، یا رسول اللہ

تِری مجبور امّت پر بہت ہی ظلم ڈھاتا ہے
مرے اس دَور کا ظالم وڈیرا ، یا رسول اللہ

زمیں خوں رنگ ہے، ہم غم کے مارے کس طرف جائیں
ہوا مشکل گھروں میں بھی بسیرا ، یا رسول اللہ

خدارا ! قادرؔی پر بھی نگاہِ لطف ہو جائے
سِوا تیرے بھلا ہے کون میرا ، یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہ وسلم

(۲۰ رجولائی، ۱۹۹۱ء)

۱۔ میری رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ (القرآن)

نعتِ ساقیِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت لکھوں تری خوشبو آئے
کیا عجب رنگ ہو جب تُو آئے

روحِ ایماں ہے محبت تیری
اس میں کیوں فرق سرِ مُو آئے

دِل اُڑا جائے مدینے کی طرف
تشنہ لب جیسے لبِ جُو آئے

دُوں نہ میں ہر دو جہاں کے بدلے
جو تری یاد میں آنسو آئے

کُھل کے برسا ہے سحابِ رحمت
موج میں جب ترے گیسو آئے

(۲۶ر جولائی تا ۲۵ دسمبر، ۱۹۹۱ء)

*****

نعتِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رات دن ذکرِ شہِ ارض و سما کرتا رہوں
کچھ نہ کچھ تو بندگی کا حق ادا کرتا رہوں

بے خودی میں سجدۂ در ، یا طوافِ کوئے یار
جُرم ہے تو جُرم ایسا بارہا کرتا رہوں

ہونٹ میرے وقف ہوں نعتِ محمَّد کے لیے
عمر بھر صلِّ علیٰ ، صلِّ علیٰ کرتا رہوں

اے خداوندِ جہاں ! اتنی مجھے توفیق دے
تُو جہاں کر خلق ، میں اُن پر فدا کرتا رہوں

اے خدائے مہرباں! ایسی مجھے توفیق دے
دسترس میں جو بھی ہو اُن پر فدا کرتا رہوں

کاش مل جائے مرے ہر شعر کو حسنِ قبول
اور میں ہر لفظ میں ان کی ثنا کرتا رہوں

ہو بسر اُن کے درِ اقدس پہ ایسے قادریؔ
ہاتھ میں جالی ہو ، عرضِ مدّعا کرتا رہوں

(۲۵ر دسمبر ۱۹۹۱ء)

نعتِ شاہِ امم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لطف و کرم کی ہم پر
ہو اِک نظر محمدؐ
تاریک شب ہے ہر سُو
کر دو سحر محمدؐ
ہم بے کسوں کا ماویٰ
ہے تیرا دَر محمدؐ
خُلدِ بریں سے اعلیٰ
تیرا نگر محمدؐ
لاکھوں جہاں تصّدق
ہوں آپ پر محمدؐ
عرشِ علٰی سے آگے
تیرا گزر محمدؐ
غُنچے کِھلیں ہزاروں
دیکھیں جِدھر محمدؐ
طیبہ کو چھوڑ کر ہم
جائیں کدھر محمدؐ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(فروری۔ مارچ ۱۹۹۲ء)

نعتِ امامُ الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جود و سخا محمّد
لطف و عطا محمّد

صحرائے زندگی میں
ٹھنڈی ہَوا محمّد

تخلیق تیری خاطر
ارض و سما محمّد

آدم وَ مَنْ سِوا پر
لطفِ خدا محمّد

ہے قُدسیوں کا نغمہ
صلِّ علیٰ محمّد

محشر میں عاصیوں پر
ظلِّ خدا محمّد

ٹھکرائیں دو جہاں کو
تیرے گدا محمّد

دونوں جہاں میں میرا
ہیں آسرا محمَّد
لطف و عطا و رحمت
سر تا بہ پا محمَّد
ہے قادریؔ کے دل پر
لکّھا ہُوا محمَّد

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(مارچ ۱۹۹۲ء)

*****

در پناہِ نامِ احمد زندہ باش
تا شوی در ہر دو عالم خوش معاش
روزِ محشر صدرِ محفل می شود
ہر کہ قلش در محبت پاش پاش
تاجِ رفعت بر سرِ فرقش نہند
آنکہ قلبش در محبت پاش پاش

(۹ر جون ۱۹۹۴ء)

*****

دیارِ مصطفےٰ سے دُور ہوں میں
زہے افسوس! کیسی زندگی ہے
دیا ہے جس نے درس انسانیت کا
محمد مصطفےٰ کی زندگی ہے
جو مر جاتا ہے ناموسِ نبی پر
حقیقت میں اُسی کی زندگی ہے
جو گزرے آرزوئے مصطفےٰ میں
وہی تو سب سے اچھّی زندگی ہے
قسم کھاتا ہے جس کی ربِّ کعبہ
مرے آقا کی پیاری زندگی ہے
ملے جس میں مکمّل جامعیّت
مرے پیارے نبی کی زندگی ہے
ترا ہی نام لے کر جی رہا ہوں
ترا ہی ذِکر میری زندگی ہے
تمنا ہے گزاروں تیرے در پر
مرے آقا! جو باقی زندگی ہے

اگر اُن کا نہیں ہے قادریؔ تُو
تری بیکار ساری زندگی ہے

(۱۴؍مارچ، ۱۹۹۵ء)

*****

لبوں پر پھر مرے وہ نام آیا
جو مشکل میں ہمیشہ کام آیا

(۱۲؍ربیع الاوّل/۱۸؍جولائی، ۱۹۹۷ء)

*****

نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب لکھنے لگوں مِدحتِ سرکارِ مدینہ
آنکھوں میں بسے صورتِ سرکارِ مدینہ

آغوش میں لے لیتا ہے اِک نور کا ہالہ
جب لکھنے لگوں مِدحتِ سرکارِ مدینہ

جب اُن کے سِوا شافعِ محشر نہیں کوئی
پھر کس کو نہیں حاجتِ سرکارِ مدینہ

کیا خوف ہمیں گرمیِ محشر کا کہ ہم پر
ہے سایہ فگن رحمتِ سرکارِ مدینہ

ہے کون بھلا اُن سا زمانے میں معظّم
وہ جن کو ملی صحبتِ سرکارِ مدینہ

رہنا ہے اگر تُو نے زمانے میں معزّز
رکھ پیشِ نظر سیرتِ سرکارِ مدینہ

وہ شخص ہوا مستغنی ہر دو جہاں سے
وہ جس کی ملی الفتِ سرکارِ مدینہ

دنیا میں کسی اور پہ کیوں ناز کروں میں
کافی ہے مجھے نسبتِ سرکارِ مدینہ

(۳۱ر جولائی، ۱۹۹۷ء)

*****

حضور! ہم سے غریبوں پہ بھی نظر کیجے
طویل رات ہے غم کی اسے سحر کیجے

(۱۳ر جنوری، ۱۹۹۸ء)

*****

نعت شہِ دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مجھے تیرے کرم پر ناز آقا
غمِ دل کا تُو چارہ ساز آقا
تُو پہلا خامۂ قدرت کا نقطہ
جہاں کا نقطۂ آغاز آقا
وہاں تک طائرِ سِدرہ نہ پہنچا
جہاں تک ہے تری پرواز آقا
مقامِ قابَ قوسینِ[1] تو معلوم
یہ اَوْ اَدْنیٰ[2] میں کیا ہے راز آقا
زمانے کے لیے روشن ہدایت
ترا ہر لفظ ، ہر انداز آقا
ہزاروں مشکلیں آساں ہوئی ہیں
تجھے جب میں نے دی آواز آقا

۱۔ دو کمانوں کا قرب (جس طرح دو کمانیں آپس میں ملتی ہیں) دو ہاتھ کا فاصلہ

۲۔ یا اس سے بھی کم (قریب)

سناؤ مژدہ لَا تَقْنَطُوا اب
ہوں کب سے گوش بر آواز آقا

سوا تیرے جہاں میں قادریؔ کا
نہیں ہے کوئی بھی دم ساز آقا

(۱۳۔۱۴؍ربیع الاوّل، ۹۔۱۰؍جولائی، ۱۹۹۸ء)

*****

نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تسکینِ قلب و جان محمّد کی ذات ہے
آقائے دو جہان محمّد کی ذات ہے

جس کی نہیں ہے خلقِ خدا میں کوئی مثال
لاریب و بے گمان محمّد کی ذات ہے

خوانِ کرم سے جس کے زمانہ ہے فیض یاب
سب کی وہ میزبان محمّد کی ذات ہے

جس کے گلوں کی خوشبو معطّر کرے جہاں
سرسبز گلستان محمد کی ذات ہے

مولائے اِنس و جان محمّد کی ذات ہے
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(۱۹۹۸ء)

*****

نعتِ مولائے انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مت پوچھو زمانے کے شہنشاہو! میں کیا ہوں
میں شہرِ محمّد کے گداؤں کا گدا ہوں

یہ فخر مرے واسطے کچھ کم تو نہیں ہے
اُمّت میں ہوں سرکار کی اچھا کہ بُرا ہوں

شاہانِ زمانہ نے سر آنکھوں پہ بٹھایا
اک بار جو سرکار کے قدموں میں گِرا ہوں

سرکار! مجھے اب تو مدینے میں بلا لو
مدت سے مدینے کی طرف دیکھ رہا ہوں

کب دیکھیے آتا ہے مدینے سے بلاوا
مدّت سے مدینے کی طرف دیکھ رہا ہوں

آفاتِ زمانہ کو نظر آؤں گا کیسے
میں سیّدِ کونین کے دامن میں چھُپا ہوں

(۱۱ر جنوری، ۱۹۹۱ء تا ۲۵ر مئی، ۲۰۰۲ء)

*****

نعتِ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ جن کا نام لینے سے دلوں میں تازگی آئے
نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے
سنانے آیۂ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ آئے
نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے
دعائیں مانگتے یا ربِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ[۱] آئے
نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے
لٹانے علم و عرفان کی جہاں میں روشنی آئے
نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے
خدا مُعطی ، نبی قاسم تو کیوں مجھ کو کمی آئے
نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے ، نبی آئے

(۶-۷/فروری، ۱۹۹۹ء، ہفتہ-اتوار)

۱- یارب میری اُمت مجھے بخش دے

نعتِ شاہِ رُسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زینتِ ہست و بود شاہِ رُسل
باعثِ ہر نمود شاہِ رُسل

تیرے قدموں پہ سر جھکاتا ہے
آسمانِ کبود شاہِ رُسل

تجھ پہ لاکھوں سلام شاہِ زماں
تجھ پہ لاکھوں دُرود شاہِ رُسل

تیری نظروں میں ہے عیاں سب کچھ
غیب ہو یا شہود شاہِ رُسل

تیرے چہرے کی کھا رہا ہوں قسم
تیرا ربّ ودود شاہِ رُسل

(۲۰/اپریل، ۱۹۹۹ء تا ۱۰/ستمبر، ۲۰۰۲ء)

*****

نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اسمِ احمد نورِ قلب و جانِ ما
اسمِ احمد سایۂ رحمانِ ما
اسمِ احمد زینتِ کون و مکاں
اسمِ احمد شافعِ ہر دو جہاں
اسمِ احمد رحمۃٌ لِلّعلمین
اسمِ احمد مایۂ علمُ الیقین
اسمِ احمد قوّتِ بے دست و پا
اسمِ احمد رونقِ ارض و سما
اسمِ احمد رحمتِ رحمان است
اسمِ احمد دافعِ شیطان است
اسمِ احمد بے کساں را دستگیر
زندگی خواہی اگر دستش بگیر

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

(۶؍جون، ۱۹۹۹ء تا ۱۱؍جون، ۱۹۹۹ء)

*****

جس کی خاطر سب جہاں پیدا ہوا
دل اُسی محبوب پر شیدا ہوا

(۴؍جولائی، ۱۹۹۹ء، اتوار)

*****

حبیبی یارسول اللہ حبیبی
ہے تیرا ذکر میری خوش نصیبی
خُدا سے وہ، خدا اُن سے ہے راضی
جو سب اصحاب ہیں تیرے قریبی

(۲۴؍اکتوبر، ۱۹۹۹ء)

*****

تیری رحمت اگر دلنوازی کرے
ہر مصیبت سے کہ دُوں پَرے رہ پَرے
جاؤں غیروں کے دَر پر بھلا کس لیے
تیری رحمت کے جب ہیں خزانے بھرے
میرے آقا ! اِدھر بھی کرم کی نظر
چشمِ رحمت سے کھوٹے بھی ہوں گے کھرے

(۵؍فروری، ۲۰۰۱ء)

*****

نام تیرا جزوِ ایماں ہوگیا
تو میری ہستی کا ساماں ہوگیا

(۲۶؍مارچ، ۲۰۰۱ء)

نعتِ محبوب ربّ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تمنّا ہے کہ دیکھوں تیری دھرتی ، یا رسول اللہ
زباں جائے وہاں تک وِرد کرتی ، ''یا رسول اللہ''
لپیٹا بوریا ظُلمت نے اَپنا ، تیرے آنے پر
ترے جلووں کے آگے کیا ٹھہرتی ، یا رسول اللہ
اگر ہم آپ کے دَر سے ہمیشہ رہتے وابستہ
ہماری زندگی کیوں یوں بکھرتی ، یا رسول اللہ
تمہارے دَر پہ جو آتا ہے وہ خالی نہیں جاتا
تمہارے دَر پہ ہے ہستی سنورتی ، یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

(۱۸/جون،۲۰۰۱ء تا ۲۳/اگست،۲۰۰۱ء)

*****

بسا دِل میں خیالِ اسمِ احمد
یہ ہے وہ نقش جو مٹتا نہیں ہے

(۱۳/جولائی ۲۰۰۱ء)

*****

نعت

کی بات میں نے جب بھی رسالت پناہ کی
مولا نے خاص مجھ پہ کرم کی نگاہ کی
پھرنے لگیں نگاہ میں روضے کی جالیاں
میں نے درِ حبیب کی دل میں جو چاہ کی
(۲۰۰۱ء)

*****

یہ جو مجھ میں اتنا شعور ہے
یہ ترے کرم کا ظہور ہے
(۱۳/فروری،۲۰۰۲ء)

*****

نعت

یا رسول اللہ! کرم فرمایئے
دُور دل سے رنج و غم فرمایئے

دشمنانِ دیں کا سینہ چاک ہو
وہ عطا زورِ قلم فرمایئے

جب کہوں ''میں آپ کا ہوں'' یا نبی
پیارے ہونٹوں سے ''نعم''[۱] فرمایئے

جب کہوں میں ''کون ہے میرا یہاں''
پیارے ہونٹوں سے ''ہیں ہم'' فرمایئے

منتظر ہوں کب سے آقا دید کا
خواب میں رنجہ قدم فرمایئے

(۱۰/جولائی،۲۰۰۲ء، بدھ)

*****

دل میں اُن کی رہے آرزو رات دن
ذِکر اُن کا کروں باوضو رات دن
مجھ کو مولا کرے آنکھ ایسی عطا
ان کو دیکھوں سدا رُوبرو رات دن

(۱۰ر نومبر، ۲۰۰۲ء)

*****

آیا ہے جب قرآن میں یاَیُّہا الرَّسول
شامل ہے پھر ایمان میں یاَیُّہا الرَّسول
ہم نے تو دیکھا عاشقِ صادق کا دوستو
نعرہ ہے ہر میدان میں یاَیُّہا الرَّسول

(۳۰ر نومبر، ۲۰۰۲ء، ہفتہ)

*****

۱۔ ترجمہ: ہاں

نعت

یارب! بحقِ سیّدِ ابرار ، کر کرم
شرمندہ ہیں کہ ہم ہیں گنہگار ، کر کرم

کوتاہیاں نہ دیکھ ہماری اے ذوالمنن !
یہ دیکھ ہم ہیں اُمّتِ سرکار ، کر کرم

پاکیزہ کیسی ہستیاں شہرِ نبی میں ہیں
ہم بھی تو دیکھیں نور کا دربار ، کر کرم

مشکل نہیں ہے تیرے لیے کچھ بھی اے خدا !
ہم بھی کریں حضور کا دیدار ، کر کرم

(۸/دسمبر ۲۰۰۲ء، اتوار)

*****

نعتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں اگرچہ بہت ہوں سیہ کار آقا
ہوں رحمت کا تیری طلب گار آقا

مری آنکھ کو روشنی وہ عطا ہو
کروں تیرا ہر لمحہ دیدار آقا

میں جاؤں جدھر آئے طیبہ کی خوشبو
کِھلے دل میں ایسا چمن زار آقا

مجھے اپنی اُلفت میں مدہوش کردے
نہ رکھّوں کسی سے سروکار آقا

شہنشہ زمانے کے تیرے گدا ہیں
ہے دربار تیرا دُرَرْ بار آقا

(۲۴ مئی، ۲۰۰۳ء)

*****

نعتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہیں جو عاشق شہِ انبیا کے
ہیں وہ مقبول بندے خدا کے

جان دیتے ہیں ذِکرِ نبی پر
وہ جو پیکر ہیں صدق و صفا کے

ہم بھی طالب ہیں تیرے کرم کے
تیری رحمت کے، لطف و عطا کے

رب ہے طالب نبی کی رضا کا
بندے طالب ہیں رب کی رضا کے

لفظ ایسے کہاں سے میں لاؤں
ہوں جو لائق نبی کی ثنا کے

تازہ رکھتی ہے قلب و نظر کو
صدقے طیبہ کی ٹھنڈی ہوا کے

(۲۶/اپریل،۲۰۰۴ء، بدھ)

*****

نعتِ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدینے والے! بُلا لے در پر، نہیں ہے فرقت کی تاب آقا
کہ ختم ہونے پہ آگئی ہے یہ زندگی کی کتاب آقا

ترے غلاموں پہ ظالموں نے زمین کردی ہے تنگ کتنی!
ملے غلاموں کو زورِ حیدر، وہ جوشِ ابنِ خطاب آقا

ملا ہے تجھ کو مقامِ اسریٰ، کسی نے یہ مرتبہ نہ پایا
کہ قابَ قوسین[1] کے لیے بھی ہوا ترا انتخاب آقا

کرم کہ تیرے کرم سے آقا، ملے گی اُمّت کو سرفرازی
وگرنہ امّت کی ہو رہی ہے بہت ہی حالت خراب آقا

خدا نے حسنِ کلام بخشا، پھر اُس کو ایسا دوام بخشا
کہ تا قیامت رہے گا زندہ، کیا جو تم نے خطاب آقا

تمھیں سے ہم پر خدا کی رحمت، تمھیں ہو ہم پر خدا کی رحمت
حیات تم سے دوام پائے، تمھیں ہو آبِ حیات آقا

بچا لو آکر شفیعِ محشر! کہ آیا روزِ حساب سر پر
نہیں ہے دامن میں کوئی نیکی، میں کیسے دوں گا حساب آقا

۱- دو قوسوں کا قرب

نہیں ہے ممکن تمہارے دَر سے ملے کسی کو جواب آقا
کہ وہ عطا ہے عطا تمہاری، نہیں ہے جس کا جواب آقا

(۲۱ر ستمبر، ۲۰۰۴ء تا ۱۰ر اگست، 2015)

*****

۱۵ر اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک، سمندری سے فیصل آباد واپسی پر شدید حادثے کا شکار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلامت رہنے پر یہ شعر ہوا۔ (الحمد اللہ)

میں نے اِن آنکھوں سے دیکھا ہے نبی کا معجزہ
جن کے صدقے میں ملی ہم کو دوبارہ زندگی

(۱۸ر اکتوبر، ۲۰۰۴ء، پیر)

*****

نعتِ سید الابرار صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

جب زمیں پر آمدِ نورِ خدا ہونے لگی
چار جانب مرحبا ، صد مرحبا ہونے لگی

زندگی کو وہ مقامِ ناز بخشا آپ نے
موت بھی اب زندگانی پر فدا ہونے لگی

مرحبا! اُن کا کرم ، بس مانگنے کی دیر تھی
ہاتھ اُٹھے اور بارشِ جود و سخا ہونے لگی

(۱۳؍اپریل، ۲۰۰۵ء)

*****

ذِکر اُن کا کرو ، بات اُن کی کرو
جس نے رب سے ملایا ہمیں دوستو

(۲۱؍اپریل، ۲۰۰۵ء)

*****

میں یہ سمجھوں گا مِلی دونوں جہاں کی دولت
ذرۂ خاکِ مدینہ جو مجھے مل جائے

(۱۶؍جون، ۲۰۰۶ء، جمعۃ المبارک)

ہر بلندی پر ہمیں لے جائے گا
آپ کا اُسوہ ، مِرے آقا کریم
آپ کی پرواز سے واقف نہیں
طائرِ سِدرہ ، مِرے آقا کریم
کون جانے آپ کے رب کے سِوا
آپ کا رُتبہ ، مِرے آقا کریم

(۲۰ر ستمبر، ۲۰۰۹ء، جمعة المبارک)

نعت (ثنائے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

بات چھیڑ ، اے صبا ! مدینے کی
آئے ٹھنڈی ہوا مدینے کی

باغ روحوں کے لہلہا اُٹھّیں
کُھل کے برسے گھٹا مدینے کی

فرش تا عرش ہوگئے روشن
ایسی پھیلی ضیا مدینے کی

حاجیا! چھوڑ دے سبھی باتیں
بات مجھ کو سُنا مدینے کی

میرے مولا تُو کر کرم اتنا
گلیاں مجھ کو دِکھا مدینے کی

باتیں کتنی ہی خوبصورت ہوں
بات سب سے جدا مدینے کی

دل وہی دل ہے جس میں رہتی ہے
یاد مکّے کی یا مدینے کی

جب بھی مانگی کوئی دُعا میں نے
لب سے نکلی دُعا مدینے کی

کوئی اِس کے سِوا نہیں خواہش
پاؤں خاکِ شفا مدینے کی

قادریؔ دل میں بس یہ خواہش ہے
جا کے دیکھوں فضا مدینے کے

(۲۰/جولائی، ۲۰۱۰ء تا ۷/اکتوبر، ۲۰۱۵ء)

*****

لکّھی ہے گُل نے اسمِ محمّد کی پہلے میم
پھر کِھل کے اُس کے فیض سے عنبر فشاں ہوا

(جولائی۔اگست، ۲۰۱۰ء)

*****

قادریؔ خاکِ کوئے طیبہ پر
جان و دل سب نثار ، کر اپنا

(۷/جون ۲۰۱۱ء)

*****

کیسے کہوں کہ میرا خدا مجھ سے دُور ہے
دل میں مرے جو عشقِ محمّد کا نور ہے

یارب! دکھا دے طیبہ کے دیوار و دَر مجھے
مجھ کو درِ حبیب پہ جانا ضرور ہے

(۲/نومبر،۲۰۱۱ء، بدھ)

*****

کیا نہیں مجھ کو ملا تیرے کرم سے مولا!
آنکھیں ٹھنڈی ہوں مری دیدِ حرم سے مولا!
لوگ جاتے ہیں ترے دَر پہ جو خوش قسمت ہیں
مجھ کو بھی دَر پہ بُلا اپنے کرم سے مولا!
کس طرح آؤں ترے دَر پہ نہیں کوئی سبیل
ہاتھ خالی ہیں مرے دام و درم سے مولا!
ایک میں ہوں کہ پڑا دُور درِ اقدس سے
کتنے آتے ہیں یہاں حِلّ و حرم سے مولا!

(۱۸/ستمبر،۲۰۱۲ء، منگل)

*****

جب میں جنّت میں جاؤں خدایا! چمکے ماتھے پہ اسمِ محمّد
دیکھ کر مجھ کو بولیں فرشتے ، دیکھو منگتا محمّد کا آیا

(۹/فروری،۲۰۱۳ء)

*****

''نعت کا حق ادا نہیں ہوتا
کیونکہ بندہ خُدا نہیں ہوتا
اُن کا رُتبہ فقط وہ جانتا ہے
وہ جو اُن سے جُدا نہیں ہوتا

(۱۴-۱۵/مئی، ۲۰۱۶ء، منگل-بدھ)

*****

یہ جہاں چیز ہے کیا! اِس کی حقیقت کیا ہے!
دو جہاں اُن پہ نثاریں، چلو طیبہ کو چلیں

(۱۶/اگست، ۲۰۱۶ء)

*****

جو نبی کو امام کرتے ہیں
عیش[۱] وہ صبح و شام کرتے ہیں

(۲۶/اگست، ۲۰۱۶ء)

خدا کی حمد ہے جس نے دیا ہم کو نبی ایسا
نہ اُن جیسا کبھی آیا، نہ آئے گا کبھی ایسا

(۲۱/ستمبر، ۲۰۱۶ء، بدھ)

*****

۱۔ تفکرات کے بغیر زندگی، تفکراتِ دنیا سے آزادی

جب بھی چہرہ نبی کا دیکھتے ہیں
جلوہ اللہ ہی کا دیکھتے ہیں

(۲۹ر ستمبر، ۲۰۱۶ء، پیر)

*****

وَفا کا جام پلاتی ہے بارھویں تاریخ
نبی کا عشق بڑھاتی ہے بارھویں تاریخ
سکونِ قلب بڑھاتی ہے بارھویں تاریخ
نویدِ زیست سناتی ہے بارھویں تاریخ
کروڑوں عرشِ معلّیٰ سے رحمتیں برسیں
قسم خدا کی جب آتی ہے بارھویں تاریخ
عدو جَلیں تو جَلیں، جَل کے راکھ ہو جائیں
ہمیں تو مُژدہ سناتی ہے بارھویں تاریخ

(۳ر دسمبر، ۲۰۱۶ء، ہفتہ)

جگر مراد آبادی مرحوم کا نعت لکھنے کا واقعہ پڑھ کر

جب اُن پہ ہوئی رحمتِ سلطانِ مدینہ
کیا لکھی عجب مدحتِ سلطانِ مدینہ

(۲۲ر مارچ، ۲۰۱۷ء)

جتھے میرا چن وسدا
اوتھے رات کدے نئیں ہوندی
(۹ رمئی، ۲۰۱۷ء، منگل)

*****

جب سے لکھا ہے دل پہ نامِ نبی
خوشبو میرا طواف کرتی ہے
(۹ رمئی، ۲۰۱۷ء، منگل)

*****

دل میں سرکار ہیں تو کیا غم ہیں
میرے قدموں میں ماہ و انجم ہیں
(۱۵ رمئی، ۲۰۱۷ء، پیر)

سدا آباد رکھتا ہے خیالِ سیدِ عالم
دلوں کو شاد رکھتا ہے خیالِ سیدِ عالم
(۱۲ رجون، ۲۰۱۷ء، پیر)

*****

ایسی دُعا کی ہم کو ضرورت نہیں جناب
جس میں حضور پر نہ صلوٰۃ و سلام ہو
(۲۷ رستمبر، ۲۰۱۷ء، بدھ)

ماورائے مکاں ہے ذاتِ احد
لامکاں کے مکین صلِّ علیٰ

(۴؍دسمبر، ۲۰۱۷ء، پیر)

*****

یادِ طیبہ میں بیٹھ جایا کر
غم اگر بے حساب ہو جائیں

(۱۸؍جنوری، ۲۰۱۷ء، جمعرات)

*****

روزِ محشر ہے مرا عید کا دن
مجھ کو آقا کی زیارت ہوگی

(۱۷؍جون، ۲۰۱۸ء، ہفتہ)

*****

نبی کی آئے جو یاد دل میں
تو بانٹتے ہیں ثواب لمحے

(۱۷؍جولائی، ۲۰۱۸ء، منگل)

*****

حدیقۂ مناقب

منقبتِ خلیفۂ رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرتِ صِدّیقِ اکبر، بحرِ امواجِ یقیں
آں اِمامُ النّاس بعد از انبیاء و مُرسلیں
اُن کا احساں تا قیامت گردنِ اسلام پر

(۱۱؍مارچ ۱۹۸۶ء)

*****

منقبت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دیں کیا ہے ؟ اِحترام ، امامِ حسین کا
حق کیا ہے ؟ فیضِ عام ، امامِ حسین کا

راکِب بدوشِ مصطفےٰ ، بوسہ گہِ نبی
عالی ہے کیا مقام ، امامِ حسین کا

اپنی ہے کیا بساط کہ رُوح الامین بھی
کرتے ہیں احترام ، امامِ حسین کا

تکمیل کی جو آیۂ ذِبحٍ عَظِیم[1] کی
اللہ رے اہتمام ، امامِ حسین کا

جابر کے سامنے نہ کبھی سر جھکایئے
پُر عزم ہے پیام ، امامِ حسین کا

دنیا کو اِستقامتِ دیں کا دیا سبق
زندہ رہے گا نام ، امامِ حسین کا

سر جائے ، پر نہ جائے محبّت رسول کی
سادہ سا ہے پیام ، امامِ حسین کا

سچ پوچھیے تو حقّ و صداقت کے باب میں
ہے اِستعارہ نام ، امامِ حسین کا

اے مدّعی! یزید پرستی کو چھوڑ دے
بن جا تو اب غلام ، امامِ حسین کا

حق بات کہہ سکے نہ تُو ظالم کے سامنے
لیتا ہے کیسے نام ، امامِ حسین کا

لذّت شناسِ راہِ صداقت جو ہونا ہے
دامن لے اب بھی تھام ، امامِ حسین کا

پُرسش کے روز داورِ محشر کے سامنے
کافی ہے مجھ کو نام ، امامِ حسین کا

یہ نام اہلِ حق کی علامت ہے قادریؔ
کر ذِکر صبح و شام ، امامِ حسین کا

(۲۳/اکتوبر،۱۹۸۳ء،اتوار)

۱۔ اشارہ ہے آیت قرآن مجید

منقبتِ امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ

منقبت لکھتا ہے اُس کی قادری
جس نے توڑے ہیں بُتانِ آذری

دے کے قربانی حسین ابنِ علی
بخشا اُمّت کو شعورِ زندگی

دینِ احمد کا علَم رکّھا بلند
مرحبا! اے راکبِ دوشِ نبی

چھَٹ گئیں باطل کی سب تاریکیاں
چار سُو پھیلائی حق کی روشنی

اِک سبق اقوامِ عالم کے لیے
تیرے طرزِ زیست کی تابندگی

غیر کے آگے وہ سر کیسے جھکے
جس کو جنّت میں ہو زیبا سروری

قاریٔ قرآں نہ دیکھا آپ سا
بَرملا کہتی تھی نیزے کی اَنی

چھوڑ کر طرزِ عمل تیرا حسین
غیر کی کرنے لگے ہم چاکری

ہر قدم پر اِک نئی افتاد ہے
ہر قدم پر اِک مصیبت ہے کھڑی

جس طرف دیکھو، اُدھر ہے اِک یزید
ملّتِ بیضا پہ پھر آفت پڑی

المدد! اے گلشنِ زہرا کے پھول
عصرِ حاضر کو ضرورت ہے تری

قادریؔ کر اُس کے غم کو حرزِ جاں
جس کے غم میں ہے نجاتِ اُخروی

(۲۱/مارچ،۲۰۰۲ء)

*****

ایسے وفا نبی سے نبھائی حسین نے
گرویدہ کر لی ساری خدائی حسین نے

(۲۵/مئی،۲۰۰۶ء)

*****

حسین ابنِ علی تیری شان کیا کہنے
نثار دینِ نبی پر گھرانا تُو نے کیا

(۱۶/فروری،۲۰۰۷ء)

جاں دے کے جو کی دینِ محمدؐ کی حفاظت
اُمّت پہ ہے احسان ، حسین ابن علی کا
جھکتا نہیں سر اپنا کبھی غیر کے آگے
یہ سارا ہے فیضان ، حسین ابن علی کا

(۶/دسمبر، ۲۰۱۱ء، منگل)

*****

کربلا میں بقا ہماری ہے
ہم پہ کیسا یہ فضلِ باری ہے

(۲۶/ستمبر، ۲۰۱۷ء)

*****

جو اہلِ حق کو پلا سکا نہ دو گھونٹ پانی
خجل حیا ہی سے ہو رہا تھا فرات دریا

(۳۰/ستمبر، ۲۰۱۷ء، ہفتہ)

منقبتِ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

سُن میری فریاد اِلٰہی
پہنچوں میں بغداد اِلٰہی

دیکھوں غوثِ پاک کے جلوے
کر لوں دل کو شاد اِلٰہی

جن کے قدموں کے صدقے میں
بنتے ہیں اَوتاد اِلٰہی

غوثُ الاعظم پیرِ پیراں
ہیں فردُ الافراد اِلٰہی

دل کی بستی روشن کر دے
غوثِ پاک کی یاد اِلٰہی

(۱۹۸۷ء)

*****

ما مریدانِ جنابِ غوثِ پاک

از فسادِ دشمنان ما را چہ باک

(۲۰ / اگست، ۱۹۹۷ء، جمعرات)

*****

لوحِ محفوظ پہ جب رب نے عطائیں لکھیں

میری قسمت میں لکھا غوث کا بردا ہونا

(۲۰۱۰ء)

*****

تضمین بر کلامِ اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حق تعالیٰ نے اُن کو وہ رتبہ دیا

فیض پاتے ہیں اُن سے سبھی اولیا

مرحبا ، مرحبا ، مرحبا ، مرحبا

غوثِ اعظم امامُ التّقیٰ والنُّقیٰ ۱

جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(۲۴ / جنوری، ۲۰۱۶ء، اتوار)

۱۔ تضمین بر شعرِ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ

منقبتِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

محمدؐ کی نظرِ کرم آپ ہیں
خدا کی عنایت مرے غوث ہیں
نہیں قادری اِس میں شک ہی نہیں
کہ شاہِ ولایت مرے غوث ہیں

(۹ر جنوری، ۲۰۱۷ء، پیر)

*****

اُن کے انوار ہیں ہر سُو پھیلے ہوئے
آفتابِ ولایت مرے غوث ہیں

*****

حضرت قبلہ شیخ الحدیث، محدّثِ اعظم پاکستان، اُستاد الاساتذہ علاّمہ مولانا محمّد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ، آستانہ عالیہ محدّثِ اعظم پاکستان، فیصل آباد فیصل آباد عرسِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور چہلم شہزادۂ اعلیحضرت حضور مفتیِ اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر ۲۴ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۲ر دسمبر، ۱۹۸۱ء کو پیش کرنے کی سعادت ملی۔ (الحمد للہ ربّ العٰلمین)

میں درِ داتا پہ بیٹھا تھا مجھے اَلقا ہوا
قادریؔ عرسِ مبارک میں یہ کہہ دے برملا
حضرتِ سردار احمد نائبِ احمد رضا
"ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را رہنما"

(۲۰ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ/ ۱۸ر دسمبر، ۱۹۸۱ء)

*****

منقبت محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

یہ مانا ہم نے علم و فضل کے دریا رواں ہوں گے
دِکھا دے کوئی بحرِ بیکراں سردار احمد سا

کریں کیا ہر قدم پر بدعتوں کی دھوپ بکھری ہے
کوئی ملتا نہیں اب سائباں سردار احمد سا

احادیثِ نبی کے کتنے روشن پہلو دکھلائے
ہمیں بخشا خدا نے نکتہ داں سردار احمد سا

بروزِ حشر ہم کو قادرؔی کیسی پریشانی
ملا ہے ہم کو مرشد مہرباں سردار احمد سا

(۱۹۸۵ء تا جون، ۲۰۱۶ء)

*****

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہلم پر فیصل آباد میں عرسِ مجدّدِ اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ۲۴ رصفر المظفر ۱۴۰۲ھ / ۲۲ ردسمبر ۱۹۸۱ء کو پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئے۔ (الحمد للہ ربّ العٰلمین)

تاجدارِ اہلِ سنّت مفتیِ اعظم حضور
ناظمِ بزمِ طریقت مفتیِ حضور

جس نے دیکھا آپ کا چہرہ مبارک کہہ اٹھا
ہیں سراپا اعلیٰحضرت مفتیِ اعظم حضور

حضرتِ سردار احمد، حضرتِ فضلِ رسول
آپ کی زندہ کرامت مفتیِ اعظم حضور

(۲۲ رصفر المظفر ۱۴۰۲ھ / ۲۰ ردسمبر ۱۹۸۱ء)

*****

منقبت حضور مفتیِ اعظم ہند حضرت علاّمہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے چہلم اور عرسِ رضا کے موقع پر ۲۲ رصفر المظفر ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۰ ردسمبر، ۱۹۸۱ء فیصل آباد میں پیش کرنے کی سعادت ملی۔ (الحمد للہ ربّ العٰلمین)

سنّیوں کے رہنما ہیں مفتیِ اعظم حضور
کاملوں کے پیشوا ہیں مفتیِ اعظم حضور

عاشقِ غوث الوریٰ ہیں مفتیِ اعظم حضور
نائبِ احمد رضا ہیں مفتیِ اعظم حضور

حضرتِ صدّیق کی یاد آئے اُن کو دیکھ کر
معدنِ صدق و صفا ہیں مفتیِ اعظم حضور

ہیں اَشِدَّاءُ عَلَی الکُفَّار کی تفسیر آپ
دَبدَبہ فاروق کا ہیں مفتیِ اعظم حضور

حضرتِ عثمان ذُوالنورَین کے فیضان سے
حاملِ حِلم و حیا ہیں مفتیِ اعظم حضور

صدقۂ شیرِ خدا میں جاں نثاری مل گئی
عاشقِ خیرالوریٰ ہیں مفتیِ اعظم حضور

جامعِ شرع و حقیقت آپ کی ذاتِ کریم
غوث کے در کے گدا ہیں مفتیِ اعظم حضور

بُو الحسینِ احمدِ نوری کے فیضِ نور سے
حق کا نوری راستہ ہیں مفتیِ اعظم حضور

آپ کا نقشِ قدم ، آئینۂ اہلِ صفا
سالکوں کے مقتدا ہیں مفتیِ اعظم حضور

مرشدی فضلِ رسول اور قبلۂ شیخ الحدیث
آپ کے در کے گدا ہیں مفتیِ اعظم حضور

آپ کی نظرِ کرم سے اِک زمانہ فیض یاب
قادریؔ قبلہ نما ہیں مفتیِ اعظم حضور

(۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ/۲۱ دسمبر ۱۹۸۱ء)

*****

جامعِ شرع و حقیقت آپ کی ذاتِ کریم
غوث کے در کے گدا ہیں مفتیِ اعظم حضور

بُو الحسینِ احمدِ نوری کے فیضِ نور سے
حق کا نوری راستہ ہیں مفتیِ اعظم حضور

آپ کا نقشِ قدم ، آئینۂ اہلِ صفا
سالکوں کے مقتدا ہیں مفتیِ اعظم حضور

مرشدی فضلِ رسول اور قبلۂ شیخ الحدیث
آپ کے در کے گدا ہیں مفتیِ اعظم حضور

آپ کی نظرِ کرم سے اِک زمانہ فیض یاب
قادریؔ قبلہ نما ہیں مفتیِ اعظم حضور

(۲۳؍صفر المظفر ۱۴۰۲ھ/۲۱؍دسمبر ۱۹۸۱ء)

*****

منقبت مولانا ریحان رضا خاں بریلوی

حضرت مولانا ریحان رضا خاں سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف، ۱۹۸۲ء میں جب فیصل آباد تشریف لائے تو اُن کی موجودگی میں ۲۲/ اکتوبر، ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک یہ منقبت اُن کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (الحمد للہ رب العلمین)

وہ دیکھو واقفِ اسرارِ دیں تشریف لائے ہیں
محبِّ رحمۃٌ لِّلعلمیں تشریف لائے ہیں

عنادل گا رہے ہیں گیت خوشیوں کے بہر جانب
بریلی شہر کے مسند نشیں تشریف لائے ہیں

مبارک ساکنانِ شہر تم کو دید حضرت کی
سرور و راحتِ قلبِ حزیں تشریف لائے ہیں

ترستی تھیں جنھیں آنکھیں بریلی جا کے دیکھیں ہم
خدا کی شان دیکھو وہ یہیں تشریف لائے ہیں

ارے اے سُنّیو! آؤ مرادوں سے بھرو جھولی
شہِ احمد رضا کے جانشیں تشریف لائے ہیں

جنھیں ہے آرزوئے جذب و مستی آئے محفل میں
نگاہِ عشق و مستی کے امیں تشریف لائے ہیں

منقبت

میرے پیر و مرشد، شیخ المشائخ قاضی محمد فضلِ رسول حیدر رضوی دامت برکاتھم العالیہ زیبِ سجّادہ آستانہ عالیہ حضور محدّثِ اعظم پاکستان قبلہ علاّمہ مولانا محمّد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیصل آباد

جان و دل قربان بر فضلِ رسول
کاین ہمہ از فیضِ مرشد تو ختم

(۲۲؍اگست، ۲۰۰۱ء، بدھ)

*****

منقبت

راحتِ دل ، راحتِ جاں ، مرشدی فضلِ رسول
قلبِ محزوں کا ہے درماں ، مرشدی فضلِ رسول

تُو سراپا مظہرِ قولِ مُــــریــدِیُ لَاتَــخَفُ[۱]

کیوں بھلا ہم ہوں پریشاں ، مرشدی فضلِ رسول

گُلفتِ ایّام کا دل سے اثر زائل ہوا
دیکھ تیرا رُوئے خنداں ، مرشدی فضلِ رسول

درمیانِ حق و باطل ، خطِّ فاصل تیری ذات
عاشقِ احمد رضا خاں ، مرشدی فضلِ رسول

(۳۱؍مارچ ۱۹۹۳ء)

*****

منقبت

روشن نظر ، خندہ جبیں ، مرشدی فضلِ رسول
فکرِ رضا کے ہیں امیں ، مرشدی فضلِ رسول

---

۱ ترجمہ: میرے مرید! خوف نہ کر (سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قصیدہ غوثیہ کے ایک شعر کا جزو)

منقبت

واقفِ اسرارِ دیں ہیں، مرشدی فضلِ رسول
رہنمائے سالکیں ہیں، مرشدی فضلِ رسول

مجھ سے ذرّے کو مثالِ ماہِ تاباں کر دیا[۱]
باکرامت بایقیں ہیں، مرشدی فضلِ رسول

اِک جہاں ہے آپ کے رُوئے کرم سے مُستنیر
فیض کے ماہِ مبیں ہیں، مرشدی فضلِ رسول

جس طرح دل کی رگیں پیوستہ دل کے ساتھ ہیں
یوں مرے دل کے قریں ہیں، مرشدی فضلِ رسول

(۱۸۔۱۹ر نومبر، ۲۰۱۶ء، جمعۃ المبارک۔ ہفتہ)

*****

یہ جو مجھ پر اتنا نکھار ہے
تری اِک نظر کا خمار ہے

(۹ر جنوری، ۲۰۱۷ء، پیر)

۱۔ کمترینِ بارگاہ کو دو ایم۔اے (اسلامیات اور اُردو) اپنے ذاتی جیب خرچ سے کرائے اور ہنوز اُن کے فضل و کرم کی بارشوں اور نوازشوں سے میرے دل و دماغ معطّر اور روشن ہیں۔ الحمد اللہ

منقبت

پاسبانِ مسلکِ احمد رضا ، فضلِ رسول
مرحبا ، صد مرحبا ، صد مرحبا ، فضلِ رسول
اہلِ باطل کے لیے تیغِ برہنہ آپ ہیں
اہل حق کے واسطے فضلِ خدا ، فضلِ رسول
کتنے عالم اور مشائخ آپ سے ہیں فیضیاب
اہلِ سنّت کے لیے رب کی عطا ، فضلِ رسول
میرے دل میں بھی بٹھا دو نقش اِلاَّ اللہ کا
ہے طلبگارِ کرم ، در کا گدا ، فضلِ رسول

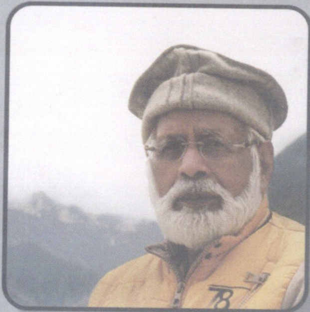
(۳۱؍مارچ،۱۴؍مئی،۲۰۱۷ء،اتوار)(۲۲؍جنوری،۲۰۱۸ء،پیر)

*****

کی سجناں دی صفت کراں
اتھے لفظ وی کم نئیں اوندے

(۹؍مئی،۲۰۱۷ء)

*****



کون ہے لوگوں نے پوچھا "یہ بشیرِ قادری"
نعت بولی بڑھ کے "اک ادنیٰ ثناخوانِ رسولؐ"

خدمات:

پروفیسر بشیر احمد قادریؔ کا شمار پاکستان کے ان اساتذہ میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی علم وادب کے فروغ کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اسلامیات اور اردو میں ایم-اے کرنے کے بعد 1974ء سے بطور لیکچرار اردو تدریس کا آغاز کیا۔ پنجاب کے مختلف کالجز میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد اکتوبر 2007ء میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر ریٹائر ہوئے۔ اور اب 2008ء سے بطور وزٹنگ فیکلٹی شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور میں تدریس میں مصروف ہیں۔ نیز شعبہ فائن آرٹس، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں علوم اسلامیہ سے طلبا کو مستفید کر رہے ہیں۔

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ ممبر پاکستان رائٹر گلڈز لاہور، ممبر نظرِ ثانی کمیٹی اور کریکولم کمیٹی پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور، ممبر پنجاب اسیسمنٹ سسٹم (PEAS) ممبر بورڈ آف سٹڈیز گورنمنٹ کالج (جی سی یونیورسٹی) لاہور 2000-1999ء، صدر ممتحن اور پیپر سیٹر، جی سی یونیورسٹی لاہور اور صدرِ ممتحن اور پیپر سیٹر، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور، ممبر اپیل کمیٹی، لاہور بورڈ، صدر ممتحن تعلیمی بورڈ میر پور آزاد کشمیر اور پنجاب یونیورسٹی میں ایگزامینر کے طور پر منسلک ہیں۔ علاوہ ازیں اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی اردو نعت گوئی (مقالہ ایم-اے) کشف المحجوب کے اردو تراجم مقالہ، افسانوی ادب (بی-اے) مرتبہ ڈاکٹر سہیل احمد خاں مرحوم میں بطور معاون کار رہے۔ شاعری اور تنقیدی اور تحقیقی مضامین مختلف رسائل اور جرائد میں شائع ہو رہے ہیں۔ شعروشاعری کے سلسلہ میں ان کا پہلا شعری مجموعہ صحیفہءِ عقیدت (حمد و نعت و منقبت) پیشِ خدمت ہے۔

محمد حسن رضا قادری
CEO - Aura Communication

/Bashir.Qadri.Poetry